Lesson-20
(Notes)

ويحصل التصال بين الكاتب القارى

فقه القلوب

کتاب کا نام: موسوعة فقه القلوب فی ضوء القرآن والسنة

مؤلف: محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التویجري

تدریس: ڈاکٹر فرحت ہاشمی

المقدمة (صفحه29-27)

ولولا أنه لا بد لكل شيء من مسمى.. ولكل مجموع من جامع.. ولكل مرسوم من راسم.. لتكمل الفائدة بالمقروء والمسموع.. وتتم النصيحة في الزلل والخطأ.. ويحصل الاتصال بين الكاتب والقارئ.. ويتحقق التعاون على البر والتقوى.. لولا ذلك لما قلدناه وأشعرناه بما يدل الناس علينا.. ويجعلهم ينسبون تأليفه وجمعه إلينا.

اگر یہ ضروری نہ ہوتا کہ ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی نام ہو, جب کوئی چیز جمع ہوتی ہے، تو کسی نہ کسی نے اس کو جمع کیا ہوتا ہے، اور ہر drawing کا کوئی نہ کوئی draw کرنے والا ہوتا ہے، تا کہ مکمل ہو جائے فائدہ ہر اس چیز کا جو پڑھی جائے اور جس سے سنا جائے، اور تمام ہو نصیحت پھسلنے میں اور غلطی میں،(پھسلن اور غلطی میں نصیحت پوری طرح فائدہ نہیں دیتی یا اس کا حق ادا نہیں ہوتا جب تک یہ پتہ نہ ہو کہ نصیحت کرنے والا کون ہے مثلا اگر ایک بچہ صحیح جگہ جوتا اتارنے کا کہے تو اسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن اگر استاد وہی بات کہے تو اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ یہ بتانا پڑا کہ مصنف کون ہے اور کتاب کیسے لکھی گئی)۔

اور حاصل ہو جائے (بن جائے) ایک تعلق (connection) لکھنے والے اور پڑھنے والے کے درمیان، اور حق ادا ہو جائے نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا، اگر یہ بات نہ ہوتی۔

(کہ ہر چیز کا کوئی نام ہو، ہر کتاب کا کوئی لکھنے والا ہو، ہر تصویر کو کوئی بنانے والا ہو، تاکہ ہر چیز سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے، نیکی تقوی پر تعاون ہو جائے)۔

البتہ نہ ہم اس کو ہار پہناتے اور نہ ہم محسوس کراتے (پہچان کراتے) ساتھ اس کے جو رہنمائی کرتا لوگوں کی ہم پر (یعنی ہم اپنا نام نہ لکھتے) اور (نہ) اسکو منسوب کرتے، (نہ) اس کی تالیف کو، یا اس کے جمع کرنے کو ہماری طرف۔ (ہم کسی کو نہ بتاتے اور نہ کوئی اس کو ہماری طرف منسوب کرتا)۔

فذلك كله محض فضل الله تبارك وتعالى، ولسنا علم الله له بأهل ولا كفؤ، ولكن الله كريم يجود بالخير على المقصرين، ويثيب على ذلك بالثواب المضاعف الجزيل، ولولا ذلك لما تجشمناه حتى صار مولودا.

یہ سارے کا سارا اللہ کا فضل ہے جو بابرکت ہے اور بلند ہے، اور ہم اللہ کے علم کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی قابل ہیں (یعنی اس اہل کے کہیں برابر یا قریب بھی نہیں ہیں)،

لیکن اللہ کریم ہے، سخاوت کرتا ہے خیر کی کمی کرنے والوں پر،

(کوتاہی کرنے والوں پر خیر کی سخاوت کرتا ہے / خیر دیتا ہے)

اور اس (کوشش) پر بہت زیادہ کثرت کے ساتھ کئی گنا بڑھا کر ثواب دیتا ہے، (کیونکہ اللہ تعالی کریم ہے)، اور اگر یہ بات نہ ہوتی البتہ نہ ہم اس کی مصیبت جھیلتے یہاں تک کہ یہ (کتاب) پیدا ہو گئی۔

نسأله عز وجل أن يقبله، وأن يجعله خالصا لوجهه الكريم، وأن ينفع به عموم الخلق في شتى الأقطار والديار، وأن يعفو عنا ما وقع فيه من زلل وخطأ ونقص غير مقصود، سببه الجهل والقصور البشري الذي طبع الله عليه كل إنسان.

ونسأله سبحانه أن يمحو زللنا بعفوه.. ويتجاوز عن سيئاتنا بمغفرته، وأن يعاملنا باحسانه لا بعدله، إنه جواد كريم.

ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کو قبول کرلے اور اس کو اپنی ذات کے لیے خالص کرلے، اور اس کے ساتھ عام مخلوق کو نفع پہنچائے (صرف اسکالرز یا خاص لوگوں کو نہیں) جو مختلف علاقوں یا شہروں میں ہوں، اور یہ کہ ہم سے درگزر فرمائے جو اس میں واقع ہوگئی کوئی لغزش یا کوئی خطا یا کوئی کمی بغیر ارادے / نیت کے، اس کا سبب جہالت یا بشری کمزوری ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس پر ہر انسان کو۔ (ہر انسان کے اندر جو بشری کمزوری رکھ دی)۔

اور ہم اس سے مانگتے ہیں جو پاک ہے کہ وہ ہماری پھسلن / لغزشوں کو اپنے عفو و درگزر کے ساتھ مٹادے اور تجاوز کردے ہماری برائیوں سے اپنی بخشش کے ساتھ اور یہ کہ معاملہ کرے ہم سے اپنے احسان کے ساتھ اپنے عدل کے ساتھ نہیں، بے شک وہ بہت سخی ہے، بہت کرم فرمانے والا ہے۔

وددت أني خليت بين المطي وحاديها.. وتركت القوس وباريها.. وما تجهمت ما لست له بأهل.. وما ليس لي فيه ناقة ولا جمل.. ولكني رأيت سوق الباطل رائجة، وساحة الحق راكدة، فألقيت حسب استطاعتي بذرة طيبة.. في أرض زاكية.. لعلها تؤتي أكلها كل حين.. حتى يبعث الله من يزرع البساتين..ويفجر الأنهار في العالمين.

اور میں نے چاہا کہ بے شک میں سواری (کتاب) اور اس کے چلانے والے (پڑھنے والے) کو چھوڑ دوں، اور میں چھوڑ دوں قوس / تیر اور اس کے چلانے والے یا بنانے والے کو، میں نہیں چلا جس کا میں اہل نہیں، اور اس میں میرے لیے نہ کوئی اونٹنی تھی اور نہ کوئی اونٹ، لیکن میں نے دیکھا باطل کا بازار رائج ہے / دجل کا سکہ رواں ہے، حق کا میدان بنجر / no activity ہے، تو میں نے اپنی استطاعت کے مطابق عمدہ بیج عمدہ زمین میں ڈال دیا شاید کہ وہ اپنے پھل ہر آن دے یہاں تک کہ لے آئے / اٹھائے اللہ جو اگائے باغوں کو (میں نے بیج لگا دیئے ہیں پھر اللہ کوئی ایسی نسل پیدا کر دے گا جو باغ لگائے) اور دنیا بھر میں نہریں جاری کر دے۔

(میں نے یہ کتاب کیوں لکھی ہے:

میں نے یہ چاہا کہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دوں کیونکہ میرے پاس وہ ریسورسز نہیں ہیں لیکن میں نے دیکھا باطل کا بازار گرم ہے اور حق کا بازار ٹھنڈا ہے تو میں نے اپنی استطاعت کے مطابق اچھی زمین میں کچھ بیج ڈال دیئے تا کہ وہ ہمیشہ پھل دیتی رہے اس وقت تک کہ اللہ کچھ ایسے لوگ پیدا کر دے جو باغ لگائیں اور دنیا بھر میں نہریں چلا دیں)۔

ولولا واجب النصيحة، وأداء للأمانة، وخوفا من كتمان العلم عن طالبيه والراغبين فيه، لما تجشمنا لك ما بين يديك، ولسعينا في كسب الأجور من أبواب أخرى، سهلة المرتقى، سهلة الأداء، ولا يلحقها تبعات.

ومانرجوه بأداءالأمانة النجاة والسلامة:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.[١٦٠، ١٥٩ :البقرة]

نسأل الله عز وجل أن يرقينا وإياكم من العلم إلى العمل، ومن الوصف إلى الاتصاف، وأن يزينّا بزينة الإيمان، ويرزقنا عالي الجنان.

اور اگر نصیحت واجب نہ ہوتی اور امانت کا ادا کرنا واجب نہ ہوتا، اور علم چھپانے کا خوف نہ ہوتا اس کے چاہنے والوں سے اور اس میں رغبت کرنے والوں سے، نہ ہم کوشش کرتے / مشقت کرتے تیرے لیے جو تیرے دو ہاتھوں کے بیچ میں ہے (اے پڑھنے والے! ہم یہ سب تمہیں نہ دیتے) اور البتہ ہماری کوشش اجر حاصل کرنے میں دوسرے دروازوں سے (دوسرے وسائل سے) ہوتی، آسان چڑھنا (آسان طریقے سے ادا کرنا)، اور نہیں پیچھے آتے اس کے نتائج، اور نہ ہم امید رکھتے امانت کی ادائیگی کے ساتھ نجات اور سلامتی کی۔

(اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو ہم دوسرے آسان راستوں سے ثواب کمانے کے طریقے ڈھونڈتے۔

مثلاً کہیں جا کر لیکچر دینا زیادہ مشکل کام ہے بہ نسبت نفل پڑھنے کے، یہ بھی ثواب کے رستے ہیں لیکن آسان ہیں کیونکہ پڑھانے کے لیے بہت محنت کرنی پڑتی ہے)۔

"بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس میں سے جو ہم نے نازل کیا بینات اور ہدایت میں سے اس کے بعد کہ ہم نے اس کو کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کیا تھا، ان لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور بیان کر دیا تو میں ایسے لوگوں پر مہربان ہوں گا اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں."

(یہ آیات انسان کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ حق بیان کرے)

ہم اللہ عزوجل سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ کو بھی علم سے عمل کی سیڑھی پر چڑھائے اور وصف سے اتصاف (کسی چیز کی صفت خود اختیار کرلینا) کی طرف۔

(یعنی ہم صرف دوسروں کو نہ بتائیں بلکہ خوبیاں خود بھی اختیار کریں)۔

اور ہمیں زینت بخشے ایمان کی زینت کے ساتھ اور ہمیں عطا کرے بلند جنتیں۔ آمین

سیکھنے کی باتیں

مصنف نے اپنا نام کیوں بتایا؟

▪ کیونکہ ہر چیز کا ایک نام ہوتا ہے، نام پتہ ہونے سے ایک تعلق محسوس ہوتا ہے۔

▪ اللہ تعالی نے سب سے پہلے نام رکھا، بچہ بھی فطرت پر ہوتا ہے اسی لیے کسی بھی چیز کو دیکھ کر سب سے پہلے سوال کرتا ہے یہ کیا ہے اور الفاظ میں سے بھی verb پہلے نہیں سیکھتا بلکہ nouns بولتا ہے۔

▪ انسان کی فطری خواہش ہے کہ اسے اپنے والدین کا، اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنے خالق کا پتہ ہو۔ جن لوگوں کو اپنے خالق کا پتہ نہیں ہوتا ان کی زندگی میں کتنا بڑا خلاء ہوتا ہے۔

▪ یہ جاننے سے کہ کس کی کتاب پڑھی جا رہی ہے ایک اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

▪ قرآن مجید کو پڑھتے وقت ہمیں سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اگر ہمیں یہ نہ پتہ ہو اور ہم ویسے ہی پڑھ رہے ہو تو کیا کچھ فرق پڑے گا۔

▪ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی چیز کس نے بنائی ہے یا کس نے لکھی ہے۔ اگر کسی کا لیکچر سنا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ بولنے والا کون ہے؟ تو ایک تجسس (curiosity) پیدا ہوتی ہے کہ بولنے والا کون ہے۔

▪ ایک دن وہ تھا جب آپ نے صرف اس کتاب کی شکل دیکھی تھی یا نام سنا تھا، پھر لکھنے کا طریقہ اور جہاں جہاں سے لکھی گئی وہ جانا، پھر ایک دن جانا کہ لکھنے والے نے لکھا کیسے۔

▪ آپ مصنف کے بارے میں زیادہ جانتے گئے اور رائٹر کے ساتھ تعلق (association) کے لیول بنتے گئے۔

▪ جس کی وجہ سے کتاب کے ساتھ وہ تعلق پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اس مقدمہ کو حذف کر دیا جائے تو باقی کتاب کا وہ اثر باقی نہیں رہے گا۔

▪ ایک علمی لیول کا connection ہوتا ہے اور ایک پرسنل لیول کا تعلق ہوتا ہے۔

▪ مصنف اور قاری کے بیچ میں تعلق ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔

▪ اسی طرح سے جب احادیث روایت ہوئیں، جب تک یہ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ حدیث کا راوی کون ہے حدیث قبول ہی نہیں ہوتی تھی۔ پھر جب حدیث کی کتابیں بن گئیں تو وہ کتابیں بھی بغیر سند کے روایت نہیں کی جا سکتی تھیں۔

- ہم اللہ کی معرفت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔
- تکلیف اٹھائے بغیر بچہ پیدا نہیں ہو سکتا اور جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ بذات خود ایک انعام ہوتا ہے اسے حاصل کرنے کے لیے انسان تکلیف اٹھاتا ہے۔
- ہم اس کتاب کو لکھنے کے لیے تکلیف نہ اٹھاتے اور یہ وجود میں نہ آتی اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا۔
- اللہ سے اسکا عدل نہ مانگیں بلکہ احسان مانگیں کیونک عدل میں تو بس وہ مل جائے گا جو برابر ہے مگر احسان میں بہت زیادہ مل جائے گا۔
- ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی کام نہ کریں اور excellence کی تلاش میں رہیں۔
- دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو کر سکتے ہیں وہ کر لیں اور باقی اللہ پر چھوڑ دیں، وہ اور لوگ پیدا کر دے گا وہ اس کر مزید کر لیں گے، کام کرنا، نہ کرنے سے بہتر ہے۔
- نماز پڑھنے کے بعد ہم سے کتنے لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری نماز قبول ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود کیا نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں؟
- اس امید پر کام جاری رکھیں کہ ایک دن تو آئے گا جب ہم بہتر ہو جائیں گے۔

▪ فرشتوں نے بھی کہا تھا کہ ہم نے اپنے رب کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

▪ جس کے دل میں یہ خیال آجائے کہ "میں نے حق ادا کر دیا" تو اس نے کچھ نہیں کیا۔

▪ جب کوئی کام نہیں کرنا ہوتا ہے تو عموما لوگ ریسورسز کے نہ ہونے کا بہانہ کرتے ہیں۔

▪ انسان کے پاس جتنی بھی قابلیت ہے اس کو آگے بڑھا دے۔

▪ اس کتاب کو پڑھ کر جو لوگ بلاگ لکھتے ہیں گویا وہ نہریں بہا رہے ہیں ورنہ مصنف نے کب سوچا ہو گا کہ اس پر ایک دن بلاگ لکھے جائیں گے۔

▪ اللہ تعالی کو وہ کام زیادہ پسند ہے جو مسلسل کیا جائے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

▪ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ہر وقت perfection کے اعلی مقام پر کھڑے ہوں، ہماری ذاتی کیفیات، بیماریاں، جہالت، بھول چوک اور کتنی ساری چیزیں راستے میں حائل ہو جاتی ہیں جو ہمیں بتاتی ہیں کہ ہم انسان ہیں۔

▪ اس وقت میں جب کہ وسائل ساتھ چھوڑ دیں اور صرف اللہ کے بھروسے پر کام کیا جائے اس میں سے جو خیر نکلتی ہے وہ صرف ہماری کوششوں کی وجہ سے نہیں نکلتی کیونکہ ہم تو کبھی بہت تیاری کے ساتھ جاتے ہیں اور گڑبڑ کر کے آجاتے ہیں۔

- اللہ کو صرف ہماری کوشش دیکھنی ہے، یہ نہیں دیکھنا کہ ہم کتنے پرفیکٹ نظر آرہے ہیں۔
- سب سے بری عادت جو انسان کی دشمن ہوتی ہے وہ یہ سوچنا ہے کہ "میں یہ کر نہیں سکتا". یہ بھی کتمان نعمت اور کفران نعمت ہوتا ہے۔
- جب ہم بار بار ایسا کہتے ہیں "کہ میں نہیں کر سکتا یا مجھ سے نہیں ہو گا" تو اللہ تعالی ہم سے وہ صلاحیت چھین بھی لیتے ہیں، اس لیے منہ سے ایسی بات نہیں نکالنی چاہیے۔
- بعض اوقات معمولی صلاحیت کے لوگ اپنے اخلاص اور مستقل مزاجی کی وجہ سے بہت آگے نکل جاتے ہیں اور بہت قابل لوگ بیٹھے رہ جاتے ہیں، صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے ناشکری کی اس نعمت کی جس کے لیے اللہ نے انہیں چنا تھا۔
- طلبہ اور راغبین کے لیے مصنف نے یہ کتاب لکھی ہے، جو اس چیز کو جاننا چاہتے ہیں کیونکہ اگر کوئی انھیں بتانے والا نہ ہو گا تو وہ کہاں سے سیکھیں گے۔

▪ جب امام مالک کی بہت زیادہ شہرت ہو گئی، خاص طور پر جن لوگوں کا تعلق مغرب سے تھا یعنی مراکش وغیرہ ان میں کسی نے ان کے بارے میں سنا تو لمبا سفر کر کے ان کے پاس پہنچا اور اس نے سوال کیا، امام مالک نے کہا کہ مجھے جواب نہیں آتا، اس پر وہ پریشان ہوا کہ میں نے آپ کی اتنی شہرت سنی اور آپ کہتے ہیں کہ مجھے جواب نہیں آتا۔ اس بات کو امام مالک نے اپنے لیے بے عزتی یا شان کے خلاف نہیں جانا کہ وہ اپنی لا علمی کا اظہار کر دیں۔

▪ جو علم ہمارے پاس ہے وہ ہم دے دیں اور جو نہیں ہے اس کے ہم مکلف نہیں، لیکن غلط علم نہ دیں۔

▪ کتمان میں نہ دینا بھی آتا ہے اور غلط دینا بھی آتا ہے، سستی بھی اس میں شامل ہے کہ کر سکتے ہیں لیکن کرتے نہیں۔

Website Link

https://data.alhudamedia.com/Media/Tarbiyyah/Fiqh_al-Qulub/Fiqh_al-Qulub-0020-Al-Muqaddimah_Wa_Yahsulu_al-Ittisalu_Baina_al-Katibi_Wa_al-Qari_Page_29-30.mp3